

احسان

شعری مجموعہ

زاہد قمر شی

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

احیاس (شعری مجموعہ)

زائد قرشی

ایک ہزار

اپریل ۱۹۸۳ء

دس 10 روپے

ساجد جمیل

منصور پبلیکیشنز

346-3

روپل بازار شاہ علی بندہ حید

500265

نام کتاب

مصنف

پارا اول

سال اشاعت

قیمت

کتابت

ناشر

891.4391

ZAH

Acc. No.

12

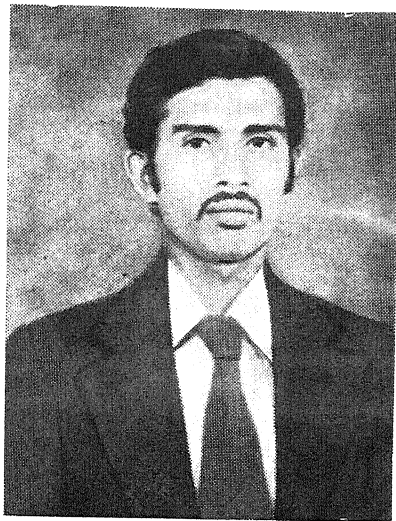
طابعیٹل : سلطان معین الدین قادری (دہلوی)

رفیق مشین پریس، پھلی کمان حیدر آباد

مطبعہ :-

ملنے کے پتے :-

- ۱۔ ایاس بک ڈپو شاہ علی بندہ حیدر آباد
- ۲۔ حسامی بک ڈپو پھلی کمان حیدر آباد
- ۳۔ ایم اے زائد قرشی 346-20-6 روپل بازار شاہ علی بندہ حیدر آباد



دستا ہے ہر اک موڑ پہ تنہائی کا احساس
شاءد میرے حالات پہ دنیا کی نظر ہے
زاہد قریشی

سُحْبَةُ النَّصِيرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْكَتْمَةِ

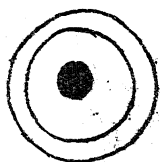
مَوْلَانَا الْعُلُومِ شَاهِ غَلَامِ اَحْمَدِ كَلِيمِ مِظْلَةُ الْعَالِ الْمَعْمُورِ



مَدِّ سَالِ جَوَانِ فِكْرِ شَاعِرِ زَاهِدِ قَرِيبِ
نَعْتِ اشْعَلِ دِكْهِیْ گئے اگر ای طرح شعر و سخن کا
مُغْلَقِ جِلْدِی رے گا۔ تو یقیناً اچھے شاعر ہو جائیں گے
وایسے حضورِ مَکَرَمِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
کی مدح و تحمت میں جو اشعار میں ان کے جذبات کے
آئینہ دار ہیں۔

غلامِ احمدِ کلیمی

اورنگزیں



پانچ

الحاج جناب سلطان صلاح الدین اویسی

(ایم۔ ایل۔ اے)

(صدر کل ہند مجلس اتحاد المسلمین)

”اھد قریشی“ کا شعری مجموعہ ”احساس“ اس بات کا ثبوت فراہم کرتا ہے کہ وہ نہ صرف سیاسی ذہن رکھتے بلکہ ان کو شعر و ادب سے گہرا لگاؤ ہے۔ روز و شب کی سیاسی مصروفیات کے باوجود ایک شعری مجموعہ ترتیب دینا اردو ادب سے محبت کی ایک اچھی مثال ہے۔ مجھے امید ہے کہ اہل ذوق حضرات اس مجموعہ کلام کو پسند فرمائیں گے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تعارف

■

• شاعر اچھا "جناب محمد آغا صاحب" کی قریشی زایدہ شہزادی کے تحت لائے و تھول گھڑنے کے فرد میں۔ ان کے خاندان کو حضرت آغا محمد داؤد صاحب قبلہ رحمت اللہ علیہ (آغا پلورہ) سے نسبت کا شرف حاصل تھا اسی وجہ سے "آغا" خاندان کے ہر فرد کے نام کا جزو بن گیا۔

آغا قریشی کے پدیر بزرگوار محمد آغا صاحب کی قریشی پدیر بزرگوار (بزرگم معذور) نے اپنی غیر معمولی جہاد جیتوں اور کارگزاریوں کی وجہ سے "آغا صاحب" کے نام سے معروف ہوئے۔ آغا صاحب کوڑا بین (کمیل کمپی (بس بس) حیدر آباد کے جنرل منیجر کے والیض انجمن دیکھے۔ وہ نواب میر قندت نواز جنگ اسٹیٹ کے تعلقدار رہ چکے نیز حکم سیرول سپلائی (رائب بندھا) کے عملی اہلکار کی حیثیت سے عوام کی بے پناہ خدمت انجام دی۔

آغا صاحب قائد ملت بہادر یا جنگ کے قریبی ساتھیوں میں شمار

کئے جاتے تھے دارالاحیاء کے قریب منگل باٹے کے ایک وسیع علاقہ میں مجاہد اتحاد المسلمین کے سرگرم قائد کی حیثیت سے انیس ایکشن کے موقع پر نمایاں خدمات انجام دیں چنانچہ گنگا باؤلی کے مقابلے پر "مہاجرین" ٹیمپ کروا کر اضلاع کے ہزار ہا لے پیٹے مسلمان لوگوں کو بسایا۔

آغا صاحب "وقت کے قوطب دکن" حضرت شاہ غلام غوث کلیم رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت سید ابوبیک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بافقہ بیعت کی اور فیض حاصل کیا۔

بعد ازاں پیر و مرشد کے جانشین حضرت شاہ غلام احمد صاحب کلیم مفسر و محدث دکن سے بھی نسبت کا شرف حاصل کیا۔ آغا صاحب نے اپنے پیر و مرشد کے نام سے حائماً "کلیم" جاری کیا۔ ایک طویل عرصے تک اس "نامہ" کے ذریعہ مذہبی، علمی، ادبی سیاسی سماجی خدمات انجام دیں۔

زاہد قریشی | شاعر "احساس" کے پدید نہ گوار کی صداحیوں اور کاغذ آریوں کو بیان کر کے یہ بتانا مقصود

ہو کہ شاعر میں جو علم ہی اور سیاسی شعور اور خوبیاں موجود ہیں انھیں ان کے والد سے ورثے میں ملیں۔

زاہد قریشی ایک مقامی لکڑہیز ایک سماجی کارکن کی حیثیت سے غریب

اور بیروزگار عوام کے بے شمار مسائل کی یکسوئی کیلئے معاشی و سماجی فراہم
کرتے ہوئے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے شہر
کی جانب سے پیش کیے گئے سڑک تعمیر اور بے گھر عوام کو کورٹ
کی جانب سے پیش کیے گئے سڑک تعمیر اور بے گھر عوام کو کورٹ
حکومت میں پیش کی وزیراعظم نے اندر لگا دی ہے ان کے پروگرام کو بحیثیت
سربراہ اور یقین دیا کہ حکومت ہر ایسے سماجی کارکنوں کی ہمت افزائی
کرتی ہے۔

اور اس قسم کے کاموں میں ہر ممکنہ مدد دے گی۔ بہر حال زیادہ تر شہری
کی سیاسی اور سماجی خدمات لاکھوں ستائشیں ہیں۔

تأثرات

اس "احاس" نامہ کی شاعرانہ حیثیت پر تبصرہ تو
کوئی شاعر ہی کر سکتا ہے۔ میرے لیے اس میں
جذب و کشش کا سامان شاعر کے جذبات
عشق و محبت ہیں جو بارگاہِ رسالت میں پیش کئے گئے اور صرف
یہی ایک جزو احاس نامہ کی اور حواں سال شاعر کی مقبولیت
کے لیے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مقبولیت کے پاک اثرات سے شاعر
اور متبعین کو نوازے۔

انعام عثمان علی قریشی
پریسڈنٹ اکاؤنٹنٹریڈ یونیورسٹی ایسوسی ایشن
سرولیس (ای پی)

اگر



یہ میری خوش نصیبی ہے کہ جس سر زمین دکن میں میں پیدا ہوا وہ صدیوں سے شعر و ادب کا گہوارہ رہا ہے۔ اور جس میں لافانی آدمی شخصیت پیدا ہوئی جن کی تخلیقات میرے لئے روشنی کے مینار ہیں۔

میرا مجموعہ کلام ”احساس“ پہلا شعری مجموعہ ہے جس کو پیش کرنے کی میں نے جرات کی۔ میں نے زمانے کے جن حالات کو محسوس کیا انھیں قلمبند کرنے کی پوری پوری کوشش بھی کی ہے۔ اب یہ فیصلہ کرنا میرے لئے دشوار کئی مسئلہ ہے کہ میں اپنے جذبات کو قلمبند کرنے میں کہاں تک کامیاب رہا ہوں۔ یہ تو اہل ذوق احباب ہی بتا سکیں گے۔

یہ میرا پہلا ادبی تجربہ ہے اور ظاہر ہے کہ ابتدائی مراحل بڑے ٹھن ہوتے ہیں۔ اگرچہ ایسے دور میں جبکہ اردو زبان بے شمار مسائل سے دوچار ہے اور اردو زبان کے شعراء اور ادیبوں کو جن جن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے، شائد ہی کسی اور زبان کے لئے ایسے مسائل درپیش ہوں گے۔

میں اُدنی دنیا کے ایک طالبِ علم کی حاشیت سے اُمید کرتا ہوں
 کہ میرے احساس کی ہمت افسانہ لکھی ہوگی۔
 میں اُن تمام اُبترگوں اور دوستوں کا ممنون ہوں کہ میری جھون
 نے میرے جذبات کو احساس کی شکل میں مرتب و مرتفع کرنے میں
 میری ہمت افسانہ لکھی ہوگی۔
 آخر میں میں اُن تمام دوستوں، اہلِ علم و اہلِ ادب
 حضرات سے التجاس کرتا ہوں کہ وہ میرے مجموعہ کا نام
 احساس کے بارے میں اپنی قیمتی و بزرگین آراء سے نوازیں گے۔

زائد قسماً

۶ اپریل ۱۹۸۳ء
 م ۱۲ جمادے الثانی ۱۴۰۴ھ

الکامل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
گمیارہ

کَلَام

تولف کیا بیاں ہو تصورِ محال ہے
روشن ہو تجھ پہ جو تیرے بندہ کا حال ہے

ہونا وہ خاک۔ طور کا موسیٰ کے روبرو
یا رب تیرے جلال کی اجلی مثال ہے

زاحل

کبارہ

اوتکلیں

نعمت

ہیں اُمت کے ہر ہمارے محمد
 گداؤں کے داتا سہارے محمد
 قرآن جن پہ نازل ہوا ہے مکمل
 حلیمہ کی آنکھوں کے تارے محمد
 بلایا جہنم حق نے عرش بریں پر
 خدا کو ہیں بس سب سے پیارے محمد
 جسے انبیاء کی امامت ملی ہے
 وہ ہیں عرشِ اعلیٰ کے تارے محمد
 مٹائی ہر باطل کی ظلمت سراسر
 وہ تنویرِ حق ہیں ہمارے محمد

اَوَّلُ بَلَدٍ

بیحدہ

یقینوں کو اپنے گلے سے لٹا کر

بنے بے کسوں کے سہارے محمدؐ

حکومتِ دو عالم پر تھی ان کی زلفِ

فقیری میں پھر بھی گزارے محمدؐ





قرآن کہہ رہا ہے حق کا پیام تم نہ ہو

ہم بھیجیوں گے آقا خیرہ الا نام تم ہو

ہر شے میں تم ہو شامل ہر سو تمہا ہے جلوے

دیکھو کہاں کہاں میں عالم تمام تم ہو

کی ابتداء تم ہی ہے تم پر ہی انتہا ہے

طیبہ کا ہو سویرا ملک کی شام تم ہو

تم ہو حبیب رب کے تم سے ہے آس میری

نبیوں کو ناز تم پر ہے عالی مقام تم ہو

اُچی لقب تے، کی ہو نبیوں کی رہنمائی

ہو آخری نبی تم سب کے امام تم ہو

آمد یہ جن کی حق نے عرش برس سجایا

حق نے کیا ہی جن کا خود اہتمام تم ہو

حشر کے روز زائید ہو گئے نہ خوف کھانا

بخشوائیں گے وہ تم کو جن کے غلام تم ہو



نہ سمجھو ہے نہیں کوئی ہمارا
محمد مصطفیٰ کا ہے سہارا

موجود فرمایئے امت کی آقا
کہ تم ہو بے سہاروں کا سہارا

حبیب رب ہو، محبوب خدا ہو
کرم کا کیجئے بس اک اشارہ

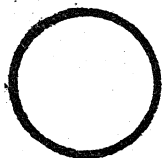
صدا دی ہو تمہیں کو لاج رکھ لو
پکارا جب بھی تم کو ہی پکارا

خدا ہی ہو تمہاری تم خدا کے
کہ امت پہ کرم کا ہوا اشارہ

بہت گھبراہٹ میں تھیں
مگر فرمائیے میری خدایا

دل ڈال دیا کی بھی فریاد سن لو
دیا ہی آپ نے سب کو سہارا





یا نبی آپ کی اک نظر چاہیے کہ کچھ نہیں نسبت معتبر چاہیے
 دل دھڑکتا ہے فطرت میں یوں دن رات یہ کچھ دعاؤں میں لیکن اثر چاہیے
 رات دن وقف فریاد ہوں یا نبیؐ یہ کوئی فربانہ کی رہ گزر چاہیے
 یوں تو ہر شے نظر میں ہے لیکن حضورؐ یہ آپ کو دیکھ لوں وہ نظر چاہیے
 زندگی ختم ہونے سے پہلے میری یہ اک مددیت کا حق کو سونپ چاہیے
 یہ زہد جھکائے کہاں در بدر
 اس کو طیب کا ہی سنگ در چاہیے

نہیں کو پل جگا دینے والے یہ محمدؐ میں بگڑی بنا دینے والے
 نگاہِ کرمِ اک ابرہہ بھی خدا لاۓ نصیب کا دامن چھڑا دینے والے
 صد امیرِ سن لو کہ ہر اک بھکاری کو گداؤں کی دنیا بسا دینے والے
 میں کیوں ہاتھ پھیلاؤں غیور کچلے گئے کہ ہیں جب حبیبِ خدا دینے والے
 جبرِ ہم کا کڑکا نہیں دل میں یہ کہ ہیں مہِ طیفۃ^۲ بخشوا دینے والے
 کہات تک اٹھائیں یہ غمِ زندگی کئے غموں کو دلوں سے مٹا دینے والے
 غمِ حیر میں کوئی روتا ہی اکثر بلکہ یہ اشکوں کو موتی بنا دینے والے
 یہ زاہد کا ہی لاجِ محشر میں رکھنا



صد جائے نہ بے اثر یا محمدؐ نہ کرم کی ہو بس ایک نظر یا محمدؐ
 بھگت ہوں غم کے اندھیروں میں یہ شبِ غم کی کب ہو سحر یا محمدؐ
 ابھی سب تھیں گے غموں کے یہ بادل ہو ذرا دیکھ لو تم ادھر یا محمدؐ
 کہاں جائے گی پھر یہ اُمت تمہاری نہ لوگے اگر تم غمِ بے یا محمدؐ
 بتاؤ کہ پھر کون پوچھے گا ہم کو نہ بھلا دو گے تم ہی اگر یا محمدؐ
 زمانہ ہوا ہے اسی حال میں ہوں یہ نہ ختمی ہے دل اور جگر یا محمدؐ
 بے تیرے دور پہ ڈاھد کو اپنے
 پھر کب تک در بدر یا محمدؐ

تاریخ کہہ رہی ہے شہادتِ حسینؑ کی مہم قائم ہے حشر تک یہ صداقت
امت پہ نانا جان کی قربان ہو گئے، احسان کر گئی یہ محبت حسینؑ

ہیں فاطمہؑ کے لعلِ نوا سے رسولؐ کے کافر نہ جان پائے حقیقت
میلانِ کربلا میں تھا ماتم اٹھا ہوا نہ دامن نہ چھوٹا بیکہ ہمت
سیرابِ لبِ لعین اور میا لے آئے کاش کوئی جانتا حالتِ
ڈوبے ہوئے لہروں کے جس گھڑی حسینؑ نے اک شور تھا ماتم تھا شہادت

سجدہ میں سرکٹا دیازِ الد حسینؑ نے
یوں رشکِ بندگی تھی عبادتِ حسینؑ کی

ع

ع

ع

بٹتا ہر یہاں درد، اُجاڑوں کا شہر ہے
جینا بھی سکیقہ سے یہاں ایک ہنر ہے

کچھ لوگ یہاں بستے ہیں آہوں کو چھپانے
سینے میں کئی درد ہیں اور چاک جگر ہے

میں نے بھی دیکھا ہر ایک راہ سے چل کر
کانٹوں سے سچی آج بھی ہر راہ گندہ ہے

ڈھٹا ہر ایک موڑ پہ تنہائی کا احساس
شائد میرے حالات پہ دنیا کی نظر ہے

غم خود ہی زمانہ کا زمانہ کو بہت ہے
کیوں اور دھواؤں میں دامن ابھی تر ہے

اب درد بھی گھبراہٹا ہر سنے کو میرے پاں
شائد کسی دشمن کی دعاؤں کا اثر ہے

زائد نہ ڈرا تو مجھے بجلی کی چمک سے
رگرتی ہے کہاں برق تجھے اس کی خبر ہے

آج گلشن کو نئے ڈھب سے نکھارا جائے
ساتھ ہی پھول کے کانٹوں کو سنوارا جائے

کچھ تو کانٹوں نے بھی پھولوں کی حفاظت کی ہی
اُن کے سینے کا بھی کچھ بوجھ اُتارا جائے

خونِ کلیوں کا جو پی کے جِیا کرتا ہے
ایسے خونی کو تو پھانسی ہی لگا کر جائے

زندگی آج بھی روتی ہو گھٹاؤں کی طرح
اُس کی پلکوں پہ بھی خوشیوں کو سنوارا جائے

چاند تک اپنی رسائی تو ہوئی ہی لیکن
کیوں نہ تاروں کو بھی دھرتی پہ اتارا جائے

دل کی راہوں میں تو وحدت سے اندھلا ہو رہا
لوشنی لیکے وہاں کوئی تو متارا جائے

دردِ خود ہم نے زمانے کا لیا ہی ذرا
یہ کوئی بوجھ نہیں ہی جو اُتارا جائے

وقت کی دھوپ میں وہ کون کھڑا ہے لوگو
جس پہ زخموں کا ایک انبار پڑا ہے لوگو

وہ کوئی غم نہیں اتنی خم ہے مجھ کو
اپنے ہی دور کا آن چھپا ہے لوگو

اپنی پلکیوں کو ذرا مل کے اُسے دیکھ تو لو
ہاں اسی ڈھیر میں فنکار دیا ہے لوگو

نسل آدم کا لہو جب بھی بہا پلکیوں سے
فن اسی دور میں پیدا ہوا ہے لوگو

سنگ برائے گمے ہیں تو اسی پر اکثر
وقت کا اپنے جو آئینہ بنا ہے لوگو

ایک ڈانک نہیں غمخوار بہت اور بھی ہیں
کیا زمانے نے انھیں یاد کیا ہے لوگو

دکھو تم آج سامنے مسلم و سنہر کی بات
چھٹی ہر رہبروں نے حقوق بشر کی بات

دشمن ہیں کہیں یہ چھپے ہوں گے آس پاس
بارہ نہ جانے دیجے کبھی اپنے گھر کی بات

میر و حسرت کے قصے بہت عام ہو گئے
چھپڑ و جنابِ شیخ کچھ چشم تر کی بات

سارے زبان کا مول ہر آن کی نگاہ ناز
اُونچا مقام رکھتی ہے نیچی نظر کی بات

ہوتا ہے جب کہیں بھی وفاؤں کا تذکرہ
میں نے پسند کی ہر تری راہ گذر کی بات

بیٹھے ہیں ہم بھی موج طلائع کو موڑ کر
ساحل نہ کر تو ہم سے خدارا بھنور کی بات

اَوَّلُ

اَتَمِّسْ

پیری کو جن کی روگِ سیاست نے کھا گیا

کہا خاک وہ سُناتے کسی کو نہر کی بات

ذَآءِدِ عَجِیب ہیں یہ تمہارے شہر کے لوگ
کرتے ہیں بے کسی میں بھی لعل و گہر کی بات

دُشمن کے ہوں آنسو یا رہیں یار کے آنسو
بہتے ہمارے آنسو سے فکار کے آنسو

اس پر نہ ہنسو دوست یہ ہر مسیحا ایمانہ
چمکیں گے میرے دور میں فکار کے آنسو

مرد ہیں گل اور کلی چور نشے میں
لگتا ہے یہاں ٹپکے ہیں میخوار کے آنسو

کھا جائیں گے خود مات وہاں لعل و گہر بھی
تل جائیں کسی روز جو غمخوار کے آنسو

کب آنکھ میں آجائیں یہ خمیں نہ ہوگا
خاموشی ڈھلک جاتے ہیں بیمار کے آنسو

ملنے پہ بھی آنسو تو بچھڑنے پہ بھی آنسو
ہوتے ہیں اس انداز کے دلدار کے آنسو

زاہد کھیا شکوں سے پھل جاتے ہیں تپہ
پتھر کو جگر دیتے ہیں مکار کے آنسو

کہوں کیسے کہ منزل ڈھونڈتا ہوں
میں خود منزل کا اپنی راستہ ہوں
وہ قطرہ ہوں جو دریا میں چھپا ہوں
ہر اک طوفان میں خود کو دکھیتا ہوں
کروڑ فکریاں اے کہنا رو
تلاطم سے میں اکثر کھیلتا ہوں
نچے سوا کرین اتنا نہیں دم
حوادث کو بہت بھیانتا ہوں
ہر کاموں سے مجھے کچھ خاص الفت
حقیقت بھول کی میں جانتا ہوں

کسی کی یاد تیرے یاد دہند
پلٹ کر جب چہن کو دیکھتا ہوں



سکونِ دل ہو میری رُوح کا قہار ہو تم

حسینِ چول ہی کیا پھول کا نکھار ہو تم

تمھارے ذکرِ سیر کھیلے ہیں چھوٹے گلشن میں

بہار کیسے کہوں رونقِ بہار ہو تم

علا کہ تم سے نظرِ خود کو قبول بیٹا ہوں

سورسن کا ہو عشق کا خمسار ہو تم

یہ زلف کالی گھٹا اور چاندنی سا بدن

میسے خیال کا پیریکر ہو شاہکار ہو تم

سیوے اہلِ قلم کے ہو اور کیا خزانہ
سنا ہے سارے زمانے کے غمگد ہو تم

ذکرِ فصل بہار کرتا ہوں

دل کو یوں بتا دے کرتا ہوں

ہو مبارک بہار گلچیں کو

میں تو کاشٹوں سے پیار کرتا ہوں

تیرے آنے کی آہ نہیں اُمید

کیوں تیرا انتظار کرتا ہوں

میں چہ راغِ وفا ہوں جل جل کر

روقتِ بزمِ یاد کرتا ہوں

غم میں لذتِ ہر عشق کی ڈاھدا

اس لیے غم سے پیار کرتا ہوں

غمِ حیات تجھے میں نے ہی دکھایا ہے

تو بے سہارا پھرے کب تجھے گوارا ہے

ایسی سس دے دلِ ناکام کو اے دردِ جگر

ابلا کے پاس تجھے دل میں جو اتارا ہے

یہ اور بات ہے پھولوں سے خار کم تر پیلی

انگلوں کو خار کا لیکن طبرِ اسہارا ہے

بھری بہار میں گلشن سے خار چیتے ہیں

خزاں سے پیار ہے جس کو وہ دل بہارا ہے

وہ ایک موجِ تلاطم سے کیا ڈرے زائدا

جو اپنی عمرِ تلاطم میں ہی گزارا ہے



غم نہیں دل کو تیرا سہارا نہیں

نہیں یہ احساں غم سے تو ہارا نہیں

زندگی میں ملے نہیں سہارے کئی

زندگی بھر کا کوئی سہارا نہیں

لوگ جیتے ہیں دنیا میں ایسے کئی

دل کو جن کے کسی کا سہارا نہیں

بے وجہہ پاس میں سے تو آنے لگی

زندگی تجھ کو میں نے پکارا نہیں

چھین کر دل وہ تجھ سے یہ کہنے لگے

دل ہمارا ہر زاوہ دل تمہارا نہیں

اچھے کئی بدن تو گھٹے ہیں کئی بدن

خاکِ لحد کے نیچے دبے ہیں کئی بدن

چلتی ہوئی یہ لاشیں ہیں دیکھو قسب سے

دینے فریب خود کو سبجے ہیں کئی بدن

دن کی کڑی یہ دھوپ جلاتی تو ہے مگر

ساون کی دلت میں بھی جلے ہیں کئی بدن

ممکن ہر شب کی روشنی تاروں کی مات ہو

لیکن یہ روشنی میں پکے ہیں کئی بدن

خاکِ لحد میں ہو کے دفن یوں عیاں ہو گئے

بن کے چمن میں پھول کھلے ہیں کئی بدن

زاہد ہر ایک پھول شہیدِ ولہا کی یاد ہے

میدانِ کربلا میں گئے ہیں کئی بدن



ہر ایک موجِ سمندر میری تلاش میں ہے

زمین کا گھومتا چکر میری تلاش میں ہے

کونِ دل کیلے میں تو بک نہیں سکت

نمائے بھر کا مقدر میری تلاش میں ہے

غلط ہر تیغ جو کہتے ہیں قتل گاہ میں ہے

امن کے نام کا خنجر میری تلاش میں ہے

میں آئینہ ہوں ترسہ دور کا بحالے تجھے

ہر اقلابِ پتھر میری تلاش میں ہے

وفا پرستوں میں میرا بھی نام لکھ لیجئے

خفا پرستِ ستم گر میری تلاش میں ہے

الغالب

اُترتے

میرے خلوص کو دیوانگی وہ سمجھتے تھے

انہی کی زکفِ معطر میری تلاش میں ہو

یہ میرے عزمِ مکمل کو دیکھ کر زاہل

ہر ایک عزم کا پیکر میری تلاش میں





دورِ غم کی منزلوں سے جب نکل جاتا ہر دل
گرتے گرتے راہ میں خود ہی سنبھل جاتا ہر دل
کیا ضرورت روشنی کی زندگی کا راہ میں

زندگی کی شمع بتا گئے خود ہی جل جاتا ہر دل

گرمِ اشکیوں سے کئی یقینِ مہیاں پائی ہوئے

کیا عجب ہر رنج و غم سے گھر گھس جاتا ہر دل

ذکر کوئی کرتے کرتے دھڑکنے لگتی ہیں جب
جیسے سورج شام کا ہوتا ہے اسی طرح جل جاتا ہر دل

غیر کی محفل میں اکثر میں نے دیکھا ہی نہیں

ذکر سنتے ہی تمہارا خود پہل جاتا ہر دل

کیا ہر ذرا ہل سزمِ کامل کا اثر تو دیکھئے۔

شدتِ رنج و الم میں بھی ہر پہل جاتا ہر دل

کس منہ کے کہیں درست زمانے میں بھلے ہیں
ہم بھول کے دھوکے میں تو کانٹوں پہ چلے ہیں

ہم سے نہ زمانے کا وہ کردار چھساؤ
ہم لوگ ہر اک دور کے ہمراہ چلے ہیں

کچھ ہم ہی نہیں دوست اجالوں کے سمجھ
سوج کھلے ہیں ہم بھی سرشام ڈھلے ہیں

موجوں کے تھپڑوں سے نہیں ڈوبنے والے
ہم وہ ہیں غلام کی بھرپور باہوں میں لیے ہیں

راتوں کے اندھے ہیں اور دن کے اجالے
گولا کھلبستہ ہیں مسیحا آہوں کے تلے ہیں

بچے کو کوئلے کا تھوک آگے گا دل میں
کرتے کو اجالا یونہی ہر شام جلے ہیں

ذاتِ خدا میرا رنج ہے ماضی کی امانت
کس طرح کہوں میں کہ وہ موت ٹلے ہیں

قسمت سے ہمیں ایسا بھی ایک دور ملا ہے
ہر کوئی یہاں موت کے سایہ میں کھڑا ہے

کچھ تم ہی بتاؤ مجھ سے کیسی وفا ہے
انسان ہی انسان کا تیرا بھائی ہے

برصغرت تیری کا یہ منظر ہے کتنا
ہر ایک یہاں خود سے ہی یہ پوچھ رہا ہے

سیکھا ہی میرا یہ شخص کہاں ہنسنے کی
مہر لیں مگر درد کا طوفان چھپا ہے

میری نہ کرو فکر میرے ٹھہراؤ اس کو چالو
تیرے جو حقائق کا ابھی لے کر اٹھا ہے

جو درد کو اوروں کے بنالیا ہی اپنا
انسان حقیقت میں وہ انسان بڑا ہے

آغلا کے انجام سے گھبراؤ نہ اٹھ
ہو گا وہی جو اپنے مقدر کا لکھا ہے

اگرچہ

بنیالیں



ہیں فسانے عجیب پھولوں کے

پھول خود میں رقیب پھولوں کے

پھول سے ہاتھ پھول کو توڑے

کوئی دیکھے نصیب پھولوں کے

میں کا آنا غضب کا آنا تھا

اڑ گئے رنگ غریب پھولوں کے

دوست پھر دشمنی ارے تو بے

خار جیسے قریب پھولوں کے

دل سے دل کا ہو میل یوں ڈاھل

جیسے خوشبو قریب پھولوں کے



ایک حقیقت تھی جو نظر آئی
کہ ہم کو وہ بے خبر آئی

دور چلتے رہے نہ مٹا سے
ایک ایسی بھی رہ گزر آئی

ہم کو حاصل رہا ہے کرب جہاں
خوشی جانے کہاں کھڑی آئی

فاصلہ موت و زلیمت کا اتنا
رات گزری ادھر سحر آئی

بھولتے کیے اُن کو ہم زاهد
نام سے جن کے آنکھ بھڑائی

اب اک دور اور آنے والا ہے ایسا کہ ان انسان جاہ و شہم بیچ دیں۔
 بھڑک جائے گی آگ، یہ سب کچھ ہوا لے اپنا بھرم بیچ دیں۔

یہ عابد یہ واعظ یہ مُلّا یہ پینڈت ذرا ان سے ہوشیار یہ ہیں لُٹ
 خدا ہاتھ آجائے اک بار ان کے، خدا کو خدا کی قسم بیچ دیں۔

یہ ہیں اُن پنیے والوں سے یہ کہہ رہا ہوں، جو چھپ چھپ کے بیٹھے ہیں پیروں کے
 یہی حال اگر عابدوں کا رہے گا، تو نیکواری بھی بجا و جہم بیچ دیں۔

زمانے کے یہ ہیں نہ ان کا زمانہ، زمانہ سے ان کو نہ مطلب ہے کوئی
 زمانہ یہ ان کا اگر کس چلے گا یہ سب مل کے دیر و حرم بیچ دیں۔

بتاؤں کیا زلفِ زمانہ کی حالت یہی ہی ترقی یہی ہی بلبل
 مسلمان بیچیں گے ایمان اپنا تو ہندو بھی اپنا دھرم بیچیں



دل یہ اُن کی نظر تو ہونے دو
دل کو دل کا خبر تو ہونے دو

خود گھل جائیں گے یہ پتھر دل
اٹائیں کچھ اثر تو ہونے دو

خود ہی دامن ملے گا اشکوں کو
پہلے چشمہ تر تو ہونے دو

کٹ ہی جائے گی شب کی تاریکی
سیکھ اُن کو گہر تو ہونے دو

کھنچ کے آئیں گی منہ لیں خود ہی
عزیم کو راہ بر تو ہونے دو

رنگ لائے گی خود وفا نہ اُھل
اپنا خون جگر تو ہونے دو



ظلم کی حد سے گزرنا نہ سنانے والے
میٹ کے رہ جاتے ہیں اوروں کو میٹانے والے

یہ تو الزام نہ دے ہم نے جلایا ہے چمن
ہے گلہ بان چمن آگ لگانے والے

یہ بسی پر مدعی کہہ رہا ہے مگر اے صیاد
تجھ کو چھوڑیں گے کہ ہاں ظلم اٹھانے والے

میں تو شعلہ ہوں کسی وقت بھڑک سکتا ہوں
اپنے دامن کو بچاؤں جو بھگانے والے

ہم سے تو ہو کے جڑیاں یا نہ کے کا منزل
ہم ہیں منزل کی تجھ راہ دکھانے والے





دردِ سینہ میں کئی سوزِ الم رکھتے ہیں

یہ وہ دولتِ حسیہ الٰہی قلم رکھتے ہیں

اب کوئی فرق نہیں رہبرِ رہزن میں یہاں

جانے کس نقشِ بہیم اپنے قدم رکھتے ہیں

ایک محتاج دے محتاج کو ممکن ہی نہیں

یہ جہاں والے بھی کیا دستِ کرم رکھتے ہیں

خون نہ روئے تیرے ہاتھ کجاں سے لائیں

اپنے سینہ میں جو دشمن کا بھی غم رکھتے ہیں

ہم سے مت پوچھئے زاہد کہ فرمانہ کیا ہے

ہم دستانہ کے مقدر کا بھرم رکھتے ہیں

قُرْبَانِ اِیْسے دُوست کے اِیسے جَبِیب کے

بن جائے جو جہاں میں سہارا غمِ بَرِیک کے

پوچھ کوئی رُئِیس غمِ بَرِیبوں سے حالِ دل

جیتے ہیں کِطرح یہ مارے نصیب کے

بیگانہ ہو رہے ہو جو آدم کی نسل سے

اِنسان سے اِنسان کے ہیں رشتے قریب کے

یوں دوستی کے پٹے میں کرتے ہیں دشمنی

دعویٰ ہیں دوستی کے، طلقِ قریب کے

پایا کوئی خوشی تو ملا ہے کسی کو غم

زُھد یہ چلتے رہتے ہیں چکرِ نصیب کے



وہ لکے نام اپر لٹتا ہی کوئی دیوانہ

نیشہ شمع پہ ہونے لگا ہی یہ وہانہ

تہا رہی بنرم میں ہم بھی شریک تھے لیکن

لکھالہم کو ہی غسل سے پیر مئے خانہ

ملی یہ ایک کوہاں تشنہ کام ہم ہی رہے

نصیب کا ہی نہ تھا اپنے کوئی پیمانہ

عجیب حال ہر ان میکٹوں کا اے واعظ

اٹھالیا ہی انہوں نے سروں پہ منجیانہ
لکھریا کے چلو ان سے شیخ جی صاحب

سروہ ان میں ہر انداز ان کا زندانہ



تمہارے شہر میں یہ مدت ہوئی گجے رہ کر

~~تمہارے شہر میں یہ مدت ہوئی گجے رہ کر~~

سیری و فداؤں کے چہرے تو عسا کہیں لیکن

کہیں جفاؤں کا تیرا ہی بنے نہ اف

نہیں ہو اس کے سہوا اور کوئی سرمایہ

قبول کیجئے اللہ دل کا نذرانہ

پلارے میں اگر وہ تولی بھی لوزا ہد
بہ سے لوگ پکاریں جو تم کوستانہ





نہ دل میرا نہ جاں میری کچھ بھی بس تو پاسباں میرا
نہ کوئی ہر میدان ہر بندہ نہ کوئی مہر دیاں میرا

سہارا ہے ہر تیرے میں لے چلا ہوں اپنی کشتی کو
ہزاروں ہیں طلائف اور تنہا کارواں میرا

ہوئی دشمن یہ کیوں بھلی خدا جانے ہوا کیا ہے
بنا ہے شمشاد گل نہ جب سے یارب آشیاں میرا

تمہارا ذکر یہ کھلتی ہیں کھلیاں دل کے کاشن
تمہارا غم جلا دے ناکہیں یہ گلستاں میرا

جداؤں میں کسی کی دل پہ زاہد کی گزرتی ہے
گواہ ہیں چاند تارے راز داں ہی آسماں میرا



وہ کوئی بشر ہے جسے کوئی غم نہیں

کامل نہیں حیات جو رنج و الم نہیں

تاریکیوں کا خوف بھلا کیوں رہے ہمیں

آنسو ہمارے ماہ و انجم سے کم نہیں

یوں تو جہاں میں سنکڑوں اپنے رفیق ہیں

سہہ لے سبھی جہاں کے ستم ایک ہم نہیں

کیا رنگ لائے دیکھئے اب شہادتِ الم

غم کا دیکھنا سینہ میں شعلوں سے کم نہیں

زاہد کسی کے عشق میں ہم نے خدا گواہ

ٹھہریں ستم اٹھائے نگہ آنکھ نم نہیں



ہم پر جو ظلم بڑھائے تیری رہ گزیر میں لوگ
پھرتے ہیں آج بھی وہ ہماری نظر میں لوگ

دشمن کا اپنے گھر میں نہیں لے کر گیا
دشمن ہیں دشمنوں کی طرح اپنے گھر میں لوگ

اک ہم بھی جو کبر و جبر بنے ہیں زمین پر
کچھ رہے ہیں جو تکتے ہیں نعل و تہر میں لوگ

تفقیہ کس پر آپ کریں گے حساب شیخ
اپنا مقام آپ ہیں علم و منہ میں لوگ

دے دے کے طعنے ہم کو تمہاری جفاؤں کے
لشکر چلا رہے ہیں ہمارے حکمران میں لوگ

خود کا نہیں ہے ہوش لو اوروں کا ہے ملال
زاہد عجیب ہیں یہ تمہارے شہر میں لوگ



میاں کی حالت کیا بتائیں آپ کے جانے کے بعد
میاں ویران گلشن بھول مر جھانے کے بعد

دل کی راسخوں سے گزرتا ہے تو چلتے ہوئے
دل بہلتا ہی نہیں یہ لاکھ بہلانے کے بعد

دل جلوں سے دلگی اچھی نہیں میرے رفیق
تجھ بھتی تڑپے گا کسی دن تجھ کو تڑپانے کے بعد

فقرت و افسانگی نے تجھ کو یوں بہکا دیا
قیص کو بھولے گی دنیا میرے افسانے کے بعد

میری ناکامی نے زائد غم کو بخشی زندگی
دے دتی لذت ملی ہے زخمِ دل کھانے کے بعد



دل جلانے کا کچھ شعور بھی ہے
جلنے والوں میں کوہِ طور بھی ہے

یہ بھی حیرتِ ہر تیر کھانے کی
یوں تو زخموں سے دل یہ چور بھی ہے

اُن کے جلوے تو پیر ہیں لیکن
اپنی نظرِ وفا چھوٹے ہیں

دل میں بستے ہوئے بھی یادِ انکی
اپنے وہم و گمان سے دور بھی ہے

غافلِ اندازِ اُن کے کہتے ہیں
کچھ حسیا بھی ہے کچھ غور بھی ہے

یہ کبھی ہے دستِ ساقی کا
آج مے میں ذرا سرور بھی ہے

دل کی دنیا میں آج اے زائد
اُن سے لڑو تو ہے اُن سے لور بھی ہے

میرے ذوقِ نظر کی تم ذرا حدِ نظر دیکھو

کہ اُن کو دیکھ لیتی ہے جہاں دیکھو جہاں دیکھو

حقیقت دیکھنا چاہو مگر سارے زمانے کی

زمانے کو نہ دیکھو تم میرا دردِ جگر نہ دیکھو

یقیناً اے گا آخر کب تمہیں میری وفاؤں پر

گنہ جائے مذساری اتحاں میں یہ سحر نہ دیکھو

ملا کرتی ہو اُس کو اتنی جتنا ظریف ہو جس کا

کمرِ شمع ہو یہ ساقی کا یہ ساقی کی نظر نہ دیکھو

کبھی تو رنگ لائے گی تمہاری کوششِ ذرا ہد

دعا کر کے چکے ہو اب ذرا اس کا اثر دیکھو



تیری ہر ایک نگاہ سوالی ہے دل کی تو بات ہی نرالی ہے
 کون سی بات کا جواب میں دوں ~~میں کی ہر بات ہی سوالی ہے~~
 تم تجھے بے وفا سمجھتے ہو تم نے کیا بات دل میں پائی ہے
 میری الفت کی ایک گواہی میں پتہ پتہ ہر ڈالی ڈالی ہے
 کیا خزاں نے چمن کو کھایا ہر ایک ڈالی چمن کی خالی ہے
 چلتے چلتے جو مڑ کرے دیکھے ہے یہ ادا تیری بھولی بھالی ہے

کھیل سمجھو نہ عاشقی ذرا ہند

اس نے کتنوں کو مار ڈالی ہے

زندگی جس کو میں نے ہارا ہے
بس وہی زندگیست کا سہارا ہے

اُس کو تم اجنبی سمجھتے ہو
اپنا کہہ کر جسے پکارا ہے

دو تجھے شوق سے ابھی غم دو
میں نے کب دردِ غم سے ہارا ہے

دل تو ہم سب کو دے نہیں سکتے
دے دیا اس کو جو ہارا ہے

کیا بھر دے ہر وقت کا زائیکا
وقت ہی وقت کا ستارہ ہے

انجھیں اتنی عیاں ہیں تیری اک تصویر سے
تجھ کو بھی ہوگی شکایت اپنی ہی تقدیر سے

زلف برسم، درد چہرہ آنکھ میں آنسو لیے
ہو مکمل غم کا یہ ہے درد کی تصویر سے

پھول سا چہرہ ہو لیکن تازگی گل سہی نہیں
اب ہوا آزاد شاؤد کرب کی زنجیر سے

حسن بیکریب بنایا کیوں دیا اتنے الم
تجھ کو بھی ہے ایک شکایت کا تب تقدیر سے

درد و غم تجھ میں گھسنے سے زائد فائدہ
کیا بدل سکتی ہیں تقدیر میں تیری تصویر سے

اے حسنِ دُبائی ہو تیری قانون بدلتے دیکھا ہے

اے عشق کی آگ میں شہاہِ فگد اہر اک کو جلتے دیکھا ہے

جب عشق میں کوئی سہا ہے پاتا ہے وفا کی وہ نسل

دیدار کی خواہش تو نے کی اور طوطہ کو جلتے دیکھا ہے

بہر کایا نہ مانہ لاکھ مگر بیان میں لغزش نہ آئی

یوں راہِ صداقت والوں کو آں راہ چلتے دیکھا ہے

انہوں کہ پیاسے اصغر کی یوں پیال بھائی جاتی تھ

پانی کے بدلہ طوق پہ بس اک تیر کو جلتے دیکھا ہے

واللہ نہ پوچھو تم زاہلِ حالت وہ محبت والوں کی

ہر گام پہ اُن کی الفت کے تنویر نگ بدلتے دیکھا ہے

جتنے تارے ہیں نیلے لگن کھیلے

اتنے ساماں ہیں دل کی جلن کھیلے

تیرے غم غم نہیں میرے من کھیلے

ایک کانٹا ہر مٹھی چھن کھیلے

اور بھی طبع گمیں غم کی تارکیاں

جب بھی شمع جلی انجمن کھیلے

بلبلوں کو تو لغز سر الی ملی

اور ہم رو رہے ہیں وطن کھیلے

ہم سے عظمت گلوں کی تو پوچھیے کوئی
خون ہم سے دیا ہر خمیں کھیلے

اوسٹریچ

بانٹ

ظلم سہنے کی آفر کوئی حد بھی ہے

کتنے سر کٹ گئے ہیں امن کے

ان سے ذرا ہمد گلہ نہ کہہ کہے کہ کیا فائدہ
بے رنجی راس آئی ہے جن کتیلے

بڑے دل شکن ہیں کہ ہم دوستوں کے
ہیں غفلت کے پردے بھرا دوستوں کے

یہ طبع کے اندھے جفا کے ہیں یہ سیکر
وفا میں بھی شاملِ ستم دوستوں کے

غرض کہے چاری ہیں لالچ کے بندے
نہیں ایہ قائل یہ ہم دوستوں کے

کوئی خار جب اپنے دامن سے اُلجھا
وہیں یاد آئے ستم دوستوں کے

خود اپنے ہی سایہ سے ہم خوف کھائے
جہاں یاد آئے کرم دوستوں کے

بہت یہی ہے کہ ہو اُن سے تنہا
نہ دشمن ہمارے نہ ہم دوستوں کے

خوش ہے وہ ذرا اُحد نہ پایا ہو کوئی
خوشی دوستوں کی نہ غم دوستوں کے

دل میں برتھی نظر کی اتر جائے گی

دل کو زخمی بہ حال کر جائے گی

خود بخود آپ آئیں گے ایک روز یوں

آہ دل کی سیسہ کام کر جائے گی

تم جو دیکھو ذرا سکرانے مجھ

میرے برباد دنیا سنو کر جائے گی

کیا سناؤں تمہیں داستانِ الم

سن کے رُودادِ غم آنکھ بھر جائے گی

مجھ کو زائد نہیں دل کے طے کا غم

بے رخی اُن کو بدنام کر جائے گی



ہم تو دیوانے ہیں بے خوف خطا کرتے ہیں
یہ کوئی جرم انہیں ہر کہہ وقف کرتی تھی

ہم کیا خاک کیا "دل کا ہی سودا تو کیا
لوگ دنیا میں بڑے کام کیا کرتے ہیں

بہ دُعا دے کے وہ نیتیں ہیں میری حالت پر
لوگ کہتے ہیں کہ ہر روز دعا کرتے ہیں

جائزہ دنیا کی کوئی بات تو بتاؤ واعظ
قصہ دیر و حرم روز ہوا کرتے ہیں

داد دیتے ہیں سخنور سی سخن کی زاہد
اہل فن ہی تیرے اشعار سنا کرتے ہیں



آپ کی نظر عنایت چاہیے

زندگی میں کچھ تو راحت چاہیے

دل اگر فوٹو لاد کا بھی ہو تو کدیا
آگ میں جلنے کی ہمت چاہیے

حسن کیوں مٹا ہواہ عشق میں
عشق میں کچھ تو صداقت چاہیے

آپ تجھ پر کیوں مہربان ہو گئے
اب ستم سہنے کو ہمت چاہیے

یا اللہ! تم کی توفی حد بھی ہے
مسکرائے کی تو مہلت چاہیے

مسکدہ میں آج ذائقہ آئے ہیں
چشمِ ساقی کی عنایت چاہیے

تو اپنی محفل میں اُس نے کیا کہا ہوگا
ہاں مدیہِ تقدیر کا فیصلہ ہوا ہوگا

ہو گیا زمانے میں چہرہ پیرِ الفت کا
حالِ سید اس سنِ کر وہ بھی پتہ نہیں دیا ہوگا

ہو وہ غم سے انجنا، دردِ دل سے بے گناہ
اشک جب بہہ ہوں گے جانے کیا ہوا ہوگا

حالِ دل جو کہتا ہو سکر اے پلکوں سے
سنا ہے کیا کہتا اُس نے کیا کہا ہوگا

ڈھونڈتے ہو کیا زائدِ زندگی کا سہارا
کل جو مل گیا تھا وہ آج کھو گیا ہوگا

حسرت سے کیوں یہ دیکھ رہا ہے جہاں تجھے

تو ہی بتا دے راز ہے کیا آسماں تجھے

آنے لگیں نزع کے عالم میں ہچکیاں

اب یاد کر رہا ہے کوئی مہرباں تجھے

دیرو حشر کے قصے بہت سن چکا ہوں میں

پھر کیوں سنار ہے ہو وہی داستانِ تجھے

منزل پہ مہیہ کیسے تجھے لاسکیں گے آپ

جب چھوٹے کے چلا ہے میرا کارواں تجھے

فانی ہر ایک شے ہو زائد جہاں کی

ممکن نہیں کہ ساتھ دے عمر رواں تجھے

مدیت سے میرے دل میں جو درد لبائے
کوچہ کا تیرہ آج پتہ پوچھ رہا ہے

اب تجھ کو اندھیروں کا کوئی خوف نہیں ہے
راہوں میں اندھیروں کی میرا دل جو جلا ہے

احسان کی راہوں میں میرے ساتھ نہیں تم
قسمت نے کہاں جا کے تجھے چھوڑ دیا ہے

رہتا ہے بہت دور جو اپنی نظر سے
لیکن وہ میرے دل کی ہی دھڑکن میں چھپا ہے

یہ کون سی دنیا ہے کہاں رہتے ہو زاهد
دھوکہ ہے یہ نگری میں فریب اور دغا ہے

میری وفا کو کس سے بھلا اب جزا ملے
حشر ہی رہ گئی ہے کوئی با وفا ملے

ہمت کو میری کاش ذرا حوصلہ ملے
ہر اک قدم پہ چھوٹے ہو میرے مدد ملے

پوچھا دے ٹھکانہ میری منزل کے رعب و
یا اے اللہ! الیہ کوئی رہنما ملے

آتی ہر سسکیوں کی صدا رو رہا ہوں
دل کے قریب سے جو گزرتی صدا ملے

ظہوفان غم ہے دل کی ہی کشتی کے آس پاس
مشکل میں ایسی کون تجھے ناخدا ملے

راہِ حید میری حیات سلسل کا کارواں
ہمت سے بڑھ رہا ہے اسے راستہ ملے

خاک پائیس میں اور نظر تنہا
درد بھولا ہوا جب گزرتا

لو جھٹکے ہم سے بیسی دل کی
شام تنہا ہے ہر شام تنہا

ہم ہیں جو ساتھ خود کا دیتے ہیں
کون رہتا ہے اس قدر تنہا

بھول مٹھے ہیں جب سے اُن کو ہم
ہو گئی دل کی راہ گزر تنہا

کون کس کا ہوا یہاں نامک
ہو گیا ہے بشر بشر تنہا

جو دھواں فلک پہ ہر چھایا گیا، وہ میرے ہی غم کا غم
ہوئی دفن جس میں ہر اک خوشی یہ وہی تو احبہ ادب

جو ہوسے سینچا ہے اپنے ہی، نہیں جلتا اس کا چہرہ
کھیا باغباں کو جو بے دخل، یہ عجیب فصل بہ

اے جنوں دل تجھ کیا کہوں، نہیں عشق کی کوئی انتہ
نہ سکون وہ بھی پاسکے، نہ میرے ہی دل کو قمار

میرے آنسوؤں کو نہ گن ابھی، میرے حال پہ تو نہ کمر لڑ
یہی بے بسی یہی بے کھلی، میری نہ زندگی کا سنگو

کبھی سر کو اپنے نہ خم کیا، میں ہوں اس کا اہل
یونہی عمر ساری گزیر گئی، تہ خدائے کا خمار

کیسے کہہ دوں مقدمہ کا انقلاب نہیں
 سویرا ہو تو گیا میرا آفتاب نہیں
 حسین یوں تو جہاں میں ہیں سنکڑوں لیکن
 میری نظر میں تمہارا جواب نہیں
 تیرے بغیر چین سے بہا رہا روٹ گئی
 ہے یوں تو کہنے کو گلشنِ مگر شباب نہیں
 جہاں کو ساتھ نہ لے کر جو چل سکے راند
 یقین جانئے عزمِ ان کا کامیاب نہیں



ہر کوئی یہاں افکار و خیالات میں گم ہے
 لگتا ہے زندگی ہی سوالات میں گم ہے
 وہ لوگ جہنم نازقہا خود عذم بہ اپنے
 افسوس وہی لوگ روایات میں گم ہے
 کچھ دُور چلو ساتھ میرے تم کو دکھا دوں
 احساں میرا کتنے سوالات میں گم ہے
 سورج کی چمک ڈھونڈنے والو ادھر دیکھو
 سورج کا اُجالا تو میری رات میں گم ہے

بے وجہ نہ مقدر کو الزام دو
 کچھ سلیقہ ہی ہے زندگی کیلئے
 ظاہری سجدہ ریزی بڑی چیز ہے
 دلِ نیا مومن کا ہو بن دگئی کیلئے
 میں جہاں کے اندھیرے سے گھبرائی
 میرا دل ہے تجھے روشنی کیلئے

کیا کرے کوئی زاہد مریضِ مہربانی
 دل ہے کافی میرا رہ مہربانی کیلئے

اے فلک آستاروں سے کہہ دے زخمِ دل ہم سچائے ہوئے ہو
اب ضرورت نہیں روشنی کی دل کی شمع جلانے ہوئے ہو

دل غمِ بیہوش کا یوں ٹوٹتا ہے جیسے ڈال سے ٹوٹے کوئی گلاب
دل کا دکھنا وہی جانتے ہیں، یا نہ غم جو اٹھائے ہوئے ہیں

ہر طرف زندگی کا ہے ماتم، ہر طرف موت ہی گھومتی ہے
کون کس کو یہاں دے تسلی سب یہاں خوف کھائے ہوئے ہیں

تو کھٹکتا ہر خساروں کی مانند کون اوجھے تیرا حال زاہد
اب تو پھولوں سے اہل چمن بھی اپنا دامن چپائے ہوئے ہیں

قصو یہ تیری ان آنکھوں میں اس طرح چھپا کر بیٹھے ہیں

کئی ترانہ لیں لاس آیا غم کو بھلائے بیٹھے ہیں

کچھ وہ تھا زمانہ پھلوں کو سینہ سے لگایا کرتے بیٹھے ہیں

کچھ یہ ہر زمانہ کانٹوں کو دامن میں سجایا بیٹھے ہیں

کیا جانے ہوا ہو کیا دل کو رہتا ہے وہ خود سے بگیا نہ

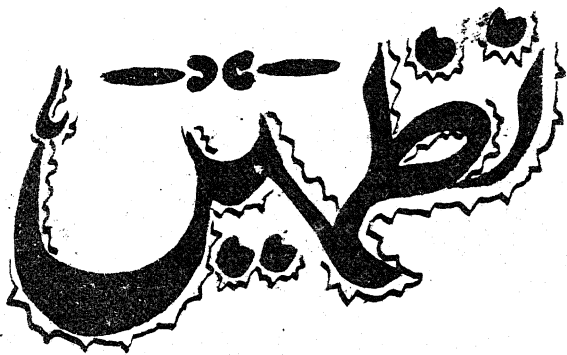
جس دل پہ بھروسہ تھا ہم کو اس دل کو گنوائے بیٹھے ہیں

بوجھٹا ہوا ہوں نے گل سے کیا لڑنے وفا ہی سجاؤ

کیوں خارے چمن کے دامن میں ایک خود کو چھپاتا بیٹھے ہیں

اَوَّلُ

اَفْطَحَ



ہند کہتے ہیں جسے یہ شہیدوں کا وطن
روحِ جوتہر کی ہر اس میں ہر یہ حُرّت کا بدن

لٹ گئے ہندوستان کے نام پر کشنوی طغمر
یاد ہر جہانسی کی رانی دے گئی ہر انپاس

ان کی قربانی ہر باطل کو اجالے کی کرن
ہند کہتے ہیں جسے یہ شہیدوں کا وطن

کوششیں سیکور کی اشفاق کا اس میں لہو
جتنے شوکت کی ہر آزاد کی ہر آرزو
ترب کہیں جا کر نہا ہر یہ بھگت سنگھ کا جنم
ہند کہتے ہیں جسے یہ شہیدوں کا وطن



جس وطن کی ہر گروں میں خونِ پیہو کا رواں
 اُس کی عظمت کیا بتاؤں کیا سناؤں سنا
 داستانِ دہرا رہے ہیں مل کے دو گنگا و جمن
 ہند کہتے ہیں جیسے یہ ہر شہیدوں کا وطن

ذرہ ذرہ جانتا ہواں شہیدوں کا مقام

لینے کی جب ٹھان لی تھی دشمنوں سے انتقام

کانپ اٹھی تھی یہ زمیں تھک کر انیلا لگن

ہند کہتے ہیں جیسے یہ ہر شہیدوں کا وطن

کسی بھولے کا زمانہ شاعرِ شرق کو آج

جس نے ہندوستان کو پہنا دیا عزت کا بیج

سر بلند ہی پر ہی جسکی سر جھکا تا ہر گنگن

ہند کہتے ہیں جسے یہ ہی شہیدوں کا وطن

بے دشمنِ انسانیت کا سر کھلے جائیے

نفرتوں کی آندھنیوں کا رخ بدلتے جائیے

راہِ گاندھی کی ملی ہو اور نہرو کا چلن
ہند کہتے ہیں جسے یہ ہی شہیدوں کا وطن

لعل جس کا ہر بہادر اس پہ ڈاکر کی نظر
مقصودِ جمہوریت کے واسطے تھے یہ گہر
کچھ پیامِ زندگی بھی دے گئے رادھان
سند کہتے ہیں جسے یہ ہر شہیدوں کا وطن

کتنے ہیروں کی دی قربانی وطن کے
کتنے اشکوں کو بہایا مہرِ حسین کے وا
تب کہیں زار ہوئے آزاد یہ گنگ
سند کہتے ہیں جسے یہ ہر شہیدوں

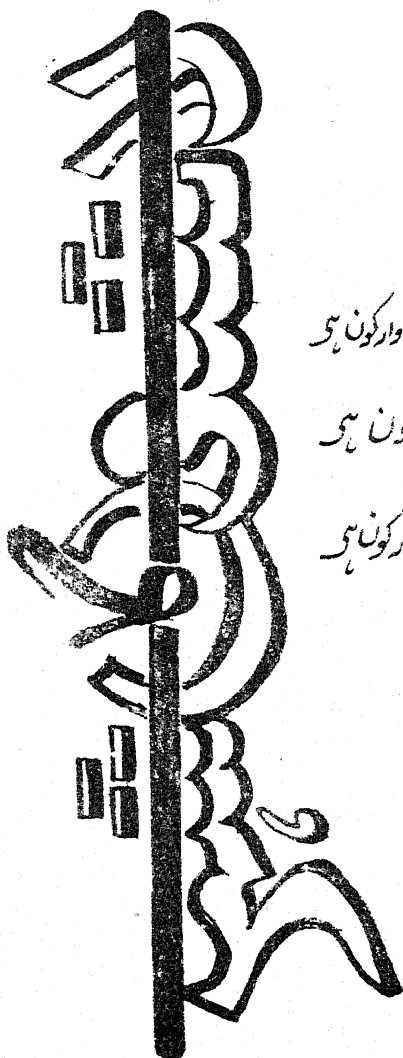
۱ محمد علی جوہر، ۲ حشر موہانی، بہادر، ۳ شاہ ظفر، ۴ لکشمی باؤ
۵ زبیر ناٹھ، ۶ گور، ۷ اشفاق حسین، ۸ اشفاق، ۹ شریک علی
۱۰ مولانا ابوالکلام آزاد، ۱۱ ہگت سنگھ، ۱۲ بیوسلطا
۱۳ علامہ اقبال، ۱۴ مہانتا، ۱۵ گاندھی، ۱۶ پٹیل، ۱۷ جواہر لعل نہرو
۱۸ لال بہادر شاستری، ۱۹ ڈاکٹر ذاکر حسین، ۲۰ ڈاکٹر رادھ

ہندو کا لہو یا مسلمان کا لہو
پانی کی طرح بہہ گیا انسان کا لہو

اب آپ سوچئے کہ سزا دوار کون ہی
قتل ہی کون اور گنہگار کون ہی
غدار کون اور وفادار کون ہی

سرکٹ گیا کسی کا لوٹا ہے کسی کا گھہ
صاف ظہر کون قوم کے پوشیدہ تھے کدھ
یہ دس ہے سن کا لاشوں کا ہے شہر

گیتا کے نام کر تے ہو قرآن کا لہو
پانی کی طرح بہہ گیا انسان کا لہو
ہندو کا لہو یا مسلمان کا لہو



چراغِ محبت کو ہر سو جلاؤ
 زمانے کو تہذیب اپنی بتاؤ
 زمانے کو الفت کی راہیں دکھاؤ
 نیا سال آیا ہے خوشیاں مناؤ

نیا سال آیا ہے خوشیاں مناؤ

دلوں سے کدورت و نفرت مٹاؤ
 ہر ایک دل میں اپنی محبت جگاؤ
 زمانے کو انسانیت تم سکھاؤ
 دشمن بھی ہو کر تو اپنا بناؤ

نیا سال آیا ہے خوشیاں مناؤ

اپنے وطن کی عظمت تم ہی ہو
عزت و حرمت و دولت تم ہی ہو
مدِ طاو کے ظلمت و طاقت تم ہی ہو
برائے سے ہر وقتِ امن بچاؤ

نیا سال آیا ہے خوشیاں مناؤ

بزرگوں کی تعظیم و عزت کرو تم
جو معذور ہیں اُن کی خدمت کرو تم
چھوٹوں کو دل سے محبت کرو تم۔
یہ پیغامِ دنیا کو اب تم سناؤ

نیا سال آیا ہے خوشیاں مناؤ



مبارک تمہیں دوستو دن خوشی کے
کہہ دے اس آئینہ تم کو ملے دوستی کے

بہت حسین بانا نہ آسوہانا
جہاں تھے نہیں تم مسلمان کرانا
انہی کے گئے دن میں روشنی کے
مبارک تمہیں دوستو دن خوشی کے

کبھی ساقیوں کو نہ تم بھول جانا
وفاؤں سے برگزینہ دامن بچانا
گذر جائیں الفت میں دن زندگی کے
مبارک تمہیں دوستو دن خوشی کے

بھٹ کے جوان وہ انہیں نہیں
زمانہ تمہارا مہربان نہیں
حسرتیں کرو تم اپنی خودی کے
مبارک تمہیں دوستو دن خوشی کے

منظوم نامہ

کر بل کی کہانی بھی کیا غم کی کہانی ہے
اس خاک میں پوشیدہ پیاسوں کی جوائی ہے

لو جھے تو کوئی اُن سے کیوں کر کوکھٹایا ہے
آواز فلک دے گا یوں حق کو نہجایا ہے

آکاش کی بلکوں سے اشکوں کی روانی ہے
اس خاک میں پوشیدہ پیاسوں کی جوائی ہے

وہ لعل ہیں زہرِ زہرہ کے حشرِ دہ کے دلارِ سہیں
وہ دین کے رہبر ہیں، امت کے سہارے ہیں

کر بل کی کہانی بھی کیا غم کی کہانی ہے
اس خاک میں پوشیدہ پیاسوں کی جوائی ہے

اَرَضِي

اَهْيَا

قَطْعِي

نہ ہوگی یہ غم کی سحر دیکھ لینا
 محبت کا اپنی اثر دیکھ لینا
 میدی زندگی کی دُعا نہ کرو تم
 دُعا جائے گی بے اثر دیکھ لینا

خود پیرِ ستم یہ کیا کیئے جا رہے ہو تم
 دامن میں اپنے پھول لیئے جا رہے ہو تم
 مل کر گلے میرا تو الم بانٹتے ہیں لوگ

کس سے خوشی کی اس کیئے جا رہے ہو تم

کہتے ہیں جسے الفت یہ غم کا ترانہ ہے
 رنگین یہ دھوکہ ہے آہوں کا فسانہ ہے
 تصویرِ وفاؤں کی بن کر بھی اگر آؤ
 بدنام کیا کہنا دستورِ زمانہ ہے

ذکرِ کانٹوں کا بات کانٹوں کی
 بھرتی کی رات رات کانٹوں کی
 پھول کا کیا قیام گلشن میں
 ہے بھرتی کی بات کانٹوں کی

میں مُشتِ خاک ہوں تیغِ کائنات ہوں میں
ہزار بنتے ہیں قصے میرے فسانے سے
شاید عشق کو پی کر میں مست ہوں زاہل
نہیں ہو کام تجھے مطلبی زمانے سے

حسن کو مہتاب کہتے ہیں
عشق کو لا جواب کہتے ہیں
حد سے بڑھ جائے جب جنونِ وفا
اس کو زائدِ عذاب کہتے ہیں

دامن دامن پھیلی آگ گلشن گلشن خار ہوئے
سورج کی کرنوں کے سایہ جسموں کے بیچار ہوئے

غیروں سے کیوں کچھے شکایت اپنوں نے گھوٹا ہے
دشمن جن کو سمجھا کیسے ہم وہ اپنے غمخوار ہوئے

ہر کوئی اپنے آپ سے یوں بدحواس ہے
لگتا ہر نگاہ میں صدیوں کی سیال ہے
کس ہونہ سے کچھے حسن و تبسم کا تذکرہ
مدت سے زنا رگی کا ہی چہرہ ادا ہے

آنکھ نم ہیں لب یہ شکوہ کیوں کسی کے واسطے
 لٹ رہے ہیں لوگ کتنے زندگی کے واسطے
 گر اصول زندگی راہد سمجھ لے آدمی
 زندگی مشکل نہیں ہے آدمی کے واسطے

آنسو سمجھ کے آنکھ سے جھ کو گرا دیئے
 نعلی غرض تو خاک میں ہم کو ملا دیئے

لو آج ہم نے توڑ دیا رشتہ امید
 جس دل پہ لقسہ تھا وہی دل جلا دیئے

پچانوت

انجمن

کین کہتا ہر غم سے ڈرتا ہوں
زندگی کے الم سے ڈرتا ہوں

لوبا لوبا ہے کوکاٹ دیتا ہے
دوستوں کے کرم سے ڈرتا ہوں

یاد آئی سنیا کھنیں دل کی
تیسری زلفوں کے خم سے ڈرتا ہوں

میرا غم میری ہی رفیق ہے میں کسی بھی دل کی صدا نہیں
ابھی کیوں جا کر سے اٹھ رہا ہوں ابھی دل جلا ہے بجھا نہیں

دولت کیلے آج میں فن بیچ رہا ہوں
محبوب میرے تیرے بدن بیچ رہا ہوں

احساں کی میت پہ اڑایا کفن جو —
لفظوں کا کفن تھا وہ کفن بیچ رہا ہوں

کئی رنج و غم ملے ہیں تجھے اک سنہی کہہ بد لے
ہے قائم قدم پہ دھوکہ یہاں دوستی کے بد لے

یہ شہر ہے ظالموں کا یہ ہر خونیں کیستی
یہاں موت ہی ملے گی تجھے زندگی کے بد لے

چمن والے چمن کو اس طرح براہ کرتے ہیں
کہ دامن سے ٹکڑوں کے خوار کرتے ہیں

زبان اپنی ہی، دل اپنا کریں کیوں التجا آفس
نہیں ہر حوصلہ جن میں وہی فریاد کرتے ہیں

کام شبنم کا نام گلشن کا
تم ہی سمجھو مقام گلشن کا

خار تو خد بھول تک بیزار
کچھ تو بدلو لظا گلشن کا

وفاؤں کو میری تم گئیوں سمجھ بیٹھے ستم ظریفی
 ستم بلبیل پہ اکثر دوستوں کو یاد کرتے ہیں
 حقیقت تو یہ ہے زاهد محبت اُس کو کہتے ہیں
 ہلا یا ہم کو جس نے ہم اُسی کو یاد کرتے ہیں



ابتداءِ زیست کی آواں سے ہوئی
 زندگِ صرف نماز تک پہنچی

مختصر داستانِ حیات کی تھی
 لیکن یہ بھی درازہ تک پہنچی



اوسان

تینا نو سے

○

حیرت میں باغیاں ہی چمن کو کسوار
گردش میں آگے نہیں ستار بہار کے

مانا تیرے فراق میں کچھ بھی نہ پاس کا
کچھ لمحے کٹ گئے ہیں شب انتظار کے

سب نے دیکھا ہے پھول کا کھلنا
کس نے دیکھا ہے خار کا ماتم

خون ٹپکے گا اُس کی پلکوں سے
جس نے دیکھا ہے عجب کا عالم

۵

یہ سچ ہے شاخ سے ٹوٹی ہوئی گلچیں نہیں کھلتی

وہ شیشہ پتھر میں جڑتا جو گہر کر ٹوٹ جاتا ہے

اب سنبھل جاؤ اہل سفینہ وقت انگڑائی لینے لگا ہے

کل تک تو کنارے سے تھے ہم اب طلائف سے پری ہے

●

لگا ہوا بد سے کیا رب ہر کسی کو تو چپائے رکھ

نظر سے گھر تو کیا اُجڑے کہ پتھر پھوٹ جاتا ہے

کیا قیامت ہے گلشن پہ لوگوں پھول سے کلی مل رہی ہے

ایسے لگتا ہے پھولوں کی جیسے زندگی مختصر ہو گئی ہے

●

اُس پار کوئی ڈوب گیا ہوگا سینہ
 روتی ہے ہر ایک موج کفاروں سے لیٹ کے
 جس دل میں وہ آئے تھے کبھی دل وہ کہاں ہے
 کچھ نقش رہے ہیں وہاں، راہوں سے لیٹ کے

حُسنِ دنیا فریب ہے ناداں
 زندگی کا شب ہے ناداں
 غیب کے عیب پہ تو رکھ نہ نظر
 عیب چننا بھی عیب ہے ناداں

کون سے جسم کی یہ چھ کو سزا دیتے ہیں

مرنے والے کو جو جینے کی دعا دیتے ہیں

میرے دامن میں تو کائناتوں کے سوا کچھ ہی نہیں

اور میں وہ جو حجت کا صلہ دیتے ہیں

دل کی دھڑکن کی طرح رہتے ہو میرے دل کے پاس

کون کہتا ہے کہ تم کو بے وفا سمجھا ہوں میں

ڈر ہے تم پر تمہاروں کے آئے نہ پتھر کہیں

تم کو اپنے ذہن و دل کا آئینہ سمجھا ہوں میں

عجبت چیز اچھی ہے مگر دل ٹوٹ جاتا ہے
 ہزاروں درد ملتے ہیں کوئی جب چھوٹ جاتا ہے
 یہ میری بد نصیبی ہے کہ تاروں کا مقدر ہے
 جیسے اپنا سمجھتا ہوں، وہ تارا ٹوٹ جاتا ہے



اشک شبنم کے چمن پر جو بکھر جاتے ہیں
 پھول بن کر کسی گیسو میں سنوڑ جاتے ہیں
 کوئی ہنستا ہے کوئی اشک بہاتا ہے یہاں
 دین تو اے دوست بہرے حال گذر جاتے ہیں

ایک سو چار

ایک سو چار
دے دے دے دے دے دے
دے دے دے دے دے دے
نہیں پوشیدہ تھو سے حال نہ تار کچھ کرم فرما
سکین قلب دے اس کو شعور بندگی دے دے

○
اولیٰ